Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 *Issue*: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 ***ISSN (Online):*** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/78

Title:

اسلام میں حقوق مسجونین

Rights of Prisoners in Islam

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Dr. Imrana Shahzadi
Assistant Professor, HOD Arabic Department
G. C. Women University Faisalabad
E-mail: drimrana@gcwuf.edu.pk
ORCID: https://orcid.org/0000-0003-1947-3505

Umme Habiba Farooq
M. Phil. Scholar, Department of Islamic Studies
G. C. Women University Faisalabad
Email: biyafarooq11@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0006-5301-175X

Citation: Dr. Imrana Shahzadi, & Umme Habiba Farooq. (2023). Rights of Prisoners in Islam: اسلام میں حقوق مسجونین. Alorooba Research Journal, 4(2), 177–190. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/78

Published: 2023-06-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad- Pakistan

اسلام میں حقوق مسجونین

Rights of Prisoners in Islam

Dr. Imrana Shahzadi
Assistant Professor, HOD Arabic Department
G. C. Women University Faisalabad
E-mail: drimrana@gcwuf.edu.pk ORCID: https://orcid.org/0000-0003-1947-3505

Umme Habiba Farooq
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies
G. C. Women University Faisalabad
Email: biyafarooq11@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0006-5301-175X

Abstract

The word Al-Sijn "السجن" is an Arabic word and the dictionary refers to the place where criminals are imprisoned. This word appears nine (9) times in Surah Yusuf, which means imprisonment. Sijn refers to a certain place and it is a place where prisoners are bound, like Hazrat Umar (R. A) bought a house in Makkah for four thousand dirhams and turned it into a prison. There are many hadiths about prisoners, in which the Prophet (SAW) issued different orders depending on the circumstances and events. A careful study shows that prisoners have many rights during their imprisonment, which includes religious, physical, moral, social, residential, and academic rights. which are different in each country and place. Islam has separate orders for women, children, adult, and minor prisoners. Islam emphasizes education and training and reformation of prisoners in prison. In the beginning of Islam, there was no system of separate prisons for prisoners. In the later periods, special jails were built, which started from the time of Hazrat Umar (RA) and When Hazrat Ali (R.A) Became caliph, he constructed first regular prison which was given the name "Nafay". The Second prison was "Mukhaiyas". Further improvements were made in the periods of the later Caliphs.

Keywords: *Islam, Prisoners, Prison, Rights.*

اسلام کے لازوال محاسن اور شریعت اسلامیہ کی بے مثال خوبیوں میں ایک نمایاں خوبی اور امتیازی وصف عدل وانصاف اور حسن سلوک ہے، اس کے جملہ احکام کی بنیاد اسی عدل واحسان پر ہے اور اس کی اولین تعلیمات میں بغیر کسی نقص وزیادتی اور افراط و تفریط کے ہر صاحب حق کو اس کا حق دینا ہے۔اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی بالترتیب کوئی تفصیل نہیں ہے,انسان اور حیوان کے درمیان بھی کوئی خط فاصل نہیں کیا گیا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨﴾.(۱)

(اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں)۔

یوں تو حقوق بہت سارے ہیں اور ان کی ایک طویل فہرست ہے مثلا: اللہ کے حقوق، نبی کے حقوق، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، اعزّاء واقارب کے حقوق، زوجین کے حقوق، سلاطین اور رعایا کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، عام مسلمانوں کے حقوق، اور غیر مسلموں کے حقوق وغیرہ۔

حضور اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو نقش دوام بخشتے ہوئے کئی حقوق کی ادائیگی کا شمار کراتے ہوئے آخر میں بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا ہے:

"فأعطوا كل ذي حقٍ حقه".(۲)

(پس ہر مستحق کو اس کا حق عطا کرو)۔

علامہ سید سلیمان ندوی اپنی شہرہ آفاق تصنیف "سیرۃ النبی" میں تحریر فرماتے ہیں:

اسلام کی پہلی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان پر دوسرے انسانوں بلکہ حیوانوں اور بے جان چیزوں تک کے کچھ فرائض عائد ہیں اور یہ ان کے حقوق ہیں جنہیں ہر انسان کو اپنی استطاعت کے بقدر ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ حقوق اور فرائض اسلامی اخلاق کی پہلی قسم ہیں۔(3)

اسلام، دنیا میں ایک ایسا نظام عدل قائم کرنا چاہتا ہے جس میں سب کو یکساں حقوق حاصل ہوں، اور کوئی بھی فرد رنگ نسل، صنف اور مذہب کی بنیاد پر تفریق کا شکار ہو کر انصاف سے محروم نہ رہ جائے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ہر حال میں اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ حد سے نہ گزریں، کمزور طبقات کے حقوق کا خیال رکھیں حتی کہ عین حالت جنگ میں بھی بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے قتل کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ اسی طرح قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور انہیں عطا کردہ حقوق بھی کتاب وسنت اور فقہ اسلامی میں موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ قیدیوں کی انواع الگ الگ ہیں۔ بعض بہت خطرناک قسم کے قیدی ہوتے ہیں بعض جنگی قیدی ہوتے ہیں بعض سیاسی قیدی ہوتے ہیں اور بعض چوری یا اسی طرح کے کسی اور واردات کی وجہ سے حوالات میں پہنچ جاتے ہیں، ہم ذیل میں کسی خاص قسم کی تخصیص کیے بغیر قیدیوں کے عمومی حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

1. سجن کا معنی ومفہوم:

سجن عربی زبان کا لفظ ہے اور لغت میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پر مجرموں کو قید کیا جاتا ہے۔ اس کی جمع سجون آتی ہے جس کا معنی حبس (قید خانہ) ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قَالَ رَبِّ ٱلسِّجۡنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدۡعُونَنِيٓ إِلَيۡهِۖ﴾.(٤)

(اس نے کہا اے میرے رب! مجھے قید خانہ اس سے زیادہ محبوب ہے)۔

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ ٱلسِّجۡنَ فَتَيَانِۖ﴾.[٥]

(اور اس کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان بھی داخل ہوئے)۔

سورۂ یوسف میں یہ لفظ نو(9) مرتبہ آیا ہے. جو قید و بند کے معنی دیتا ہے۔

لغوی معنی:1.1

سَجن کے لغوی معنی حبس (قید) کے ہیں۔ سین پر فتح کے ساتھ یہ سَجن کے فعل کا مصدر بن جاتا ہے۔[6]

"سجنه يسجنه سجنا أي: حبسه" اس نے اسے قید کیا۔

السِجن (سین کے کسرہ کے ساتھ) اس سے مراد: المحبس (قید کرنے کی جگہ) ہے۔[7]

عربی میں سجن کی لغوی تعریف یہ ہے:

السجن لغة: الحبس[٨]، والسِجن بكسر السين: المحبس، وهو اسم يعني مكان السجن، أما السَجن بفتح السين فهو مصدر الفعل سجن[٩] وسجنه يسجنه سجنا، أي حبسه، والسجان:[١٠] صاحب السجن، ورجل سجين أي: مسجون والجمع: سجناء وسجنى[١١] ويقصد بالحبس: المنع والإمساك[١٢] وهو ضد التخلية، وحبسه يحبسه حبسا، فهو محبوس وحبيس، واحتبسه: اتخذه سجينا.

(سجن: لغت میں حبس کو کہتے ہیں، اور سِجن سین کے کسرہ کے ساتھ ہے. المحبس: اور وہ قید کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں رہا، سَجن سین کے فتح کے ساتھ وہ سجن کے فعل کا مصدر ہے، اور السجان: جیلر کو کہتے ہیں. قیدی کو رجل سجین کہتے ہیں، اس کی جمع سجناء اور سجنی آتی ہے. اور حبس سے مراد منع کرنا اور روکنا ہے اور یہ تخلیہ کی ضد ہے. اور حبسه يحبسه حبسا فهو محبوس وحبيس، واحتبسه یعنی اس کو قیدی بنا لیا)۔

ابن منظور نے سجن کے بارے میں کہا ہے کہ:

"السجن بمعنى الحبس. والسِجّين على وزن فعيل: واد من جهنم. والصلب الشديد من كل شيء، وهكذا حجر تحت الأرض السابعة"[١٣].

(سجن قید کو کہتے ہیں، سجن کا لفظ مصدر ہے جس سے سجین کا لفظ مشتق ہے، سجین جہنم میں ایک وادی کا نام ہے، کسی بھی چیز کی صلابت اور قساوت کو کہتے ہیں، ساتویں زمین کے نیچے ایک پتھر ہے اس کو بھی کہتے ہیں)۔

اصطلاحی معنی:1.2

سجن سے مراد ایک متعین مقام اور جگہ ہے جہاں قیدیوں کو پابند کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں چار ہزار درہم سے ایک مکان خریدا اور اسے جیل بنا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی جیل بنائی تھی۔

سورۃ یوسف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ ٱلسِّجۡنَ فَتَيَانِۖ﴾.(١٤)

(اور اس کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان بھی داخل ہوئے)۔

یہاں سجن سے مراد وہ متعین مقام ہے جس میں قیدیوں کو رکھا جاتا تھا جس میں جا کر کوئی شخص تصرف اور نقل و حرکت کی آزادی کھو دیتا ہے۔

انگریزی میں سجن یا قید خانہ کو Prison کہا جاتا ہے جس کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے۔

It is a place of detention, where the inmates are deprived of personal liberty and volition.(15)

جیل پابندی کی ایسی جگہ ہے جہاں قیدی اپنی شخصی آزادی اور مرضی کھو دیتے ہیں۔

"أما اصطلاحاً فالسجن هو: الموضع الذي تنفذ فيه الأحكام على الأشخاص المذنبين، حيث يتم اعتقالهم لمدة معينة، أو مؤبدة، أو لتنفيذ عقوبة الإعدام، والسجون غالبا أماكن حرجة ضيقة، وليس من لوازم السجن أو الحبس الجعل في بنيان خاص معد لذلك، بل الربط بالشجرة حبس، والجعل في البيت حبس".(١٦)

(اصطلاح میں سجن وہ جگہ ہے جہاں پر مجرموں پر احکام نافذ ہوتے ہیں، جہاں ایک معینہ مدت یا غیر معینہ مدت یا سزائے موت کے لئے قید ہوتی ہے۔ اور جیلیں زیادہ تر تنگ جگہیں ہوتی ہیں، جیل کے لئے ضروری نہیں ہے کہ خصوصی عمارت تیار کی جائے بلکہ درخت سے باندھنا بھی قید شمار ہوگا اور گھر میں باندھنا بھی قید شمار ہوگا)۔

یوں سجن کا اصطلاحی مفہوم اس طرح ہوا کہ کسی شخص کی نقل و حرکت اور تصرف کی آزادی کو اس طرح سلب کر لینا کہ وہ باہر نہ نکل سکے اور ایک جگہ پابند کر دیا جائے مگر ضروری نہیں کہ اسے جیل میں ڈالا جائے، کسی دوسری جگہ بھی مقید کیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید کی کئی سورتوں میں سجن کا لفظ جیل اور قید و بند کے معنی میں آیا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَالَتۡ مَا جَزَآءُ مَنۡ أَرَادَ بِأَهۡلِكَ سُوٓءًا إِلَّآ أَن يُسۡجَنَ أَوۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ ۝٢٥﴾.(١٧)

(اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل میں ڈالا جائے یا اس کو تکلیف دہ عذاب دیا جائے)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"الدنيا سجن المؤمن، وجنة الكافر".(١٨)

(دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے)۔

۲. حقوق مسجونین ازروئے احادیث

قیدیوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی طرف رجوع کریں تو وہاں ان کے بارے میں الگ الگ حکم ملتا ہے. جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات وواقعات کے اعتبار سے مختلف احکامات صادر فرمائے۔

ان میں سے چند احادیث یہ ہیں:

١. عن أبي موسى رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "فكّوا العاني يعني الأسير وأطعموا الجائع، وعودوا المريض".[١٩]

(ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عاني" یعنی قیدی کو چھڑایا کرو' بھوکے کو کھلایا کرو' بیمار کی عیادت کرو)۔

٢. وَرُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال لأَصْحَابِهِ فِي أَسْرَى بَنِي قُرَيْظَةَ بَعْدَمَا احْتَرَقَ النَّهَارُ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ: "أَحْسِنُوا أُسَارَاهُمْ، وَقَيِّلُوهُمْ، وَاسْقُوهُم"، وَقَال: "لاَ تَجْمَعُوا عَلَيْهِمْ حَرَّ هَذَا الْيَوْمِ وَحَرَّ السِّلاَحِ".[٢٠]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے قیدیوں کے بارے میں اپنے صحابہ کرام کو ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: انہیں خوش اسلوبی سے اور حسن سلوک سے قید کرو، انہیں آرام کا موقع دو، کھلاؤ، پلاؤ اور تلوار اور اس دن کی گرمی دونوں کو اکٹھا مت کرو)۔

٣. عن عمرو أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، قال: لما كان يوم بدر أتي بأسارى، وأتي بالعباس ولم يكن عليه ثوب، فنظر النبي صلى الله عليه وسلم له قميصا، فوجدوا قميص عبد الله بن أبي يقدر عليه، فكساه النبي صلى الله عليه وسلم إياه، فلذلك نزع النبي صلى الله عليه وسلم قميصه الذي ألبسه، قال ابن عيينة: كانت له عند النبي صلى الله عليه وسلم يد فأحب أن يكافئه.[٢١]

(عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی سے قیدی (مشرکین مکہ) لائے گئے۔ جن میں عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے قمیص تلاش کروائی۔ (وہ لمبے قد کے تھے) اس لیے عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص ہی ان کے بدن پر آ سکی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ قمیص پہنا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (عبداللہ بن ابی کی موت کے بعد) اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کا احسان تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں)۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَقْبَلَ بِالْأُسَارَى فَرَّقَهُمْ بَيْنَ أَصْحَابِهِ، وَقَالَ: "اسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا".[٢٢]

(کہ آپ ﷺ کے پاس جس وقت قیدی لائے گئے اور آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان ان کو تقسیم فرمادیا اور یہ ہدایت فرمائی کہ ان قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا)۔

سیرت ابن ہشام میں حضرت ثمامہ بن اثال کا واقعہ درج ہے کہ:

(ابن اسحق کہتے ہیں حضور کا لشکر جارہا تھا راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہاں تک کہ اس کو حضور کی خدمت میں لائے حضور نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو۔اور حضور نے اپنی اونٹنی کے واسطے حکم دیا کہ اس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے)۔[23]

3۔مذہبی، جسمانی، سماجی اور اخلاقی امور کے متعلق قیدیوں کے حقوق

3.1 مذہبی حقوق

قیدی جس مذہب کا ماننے والا ہے اس مذہب کی نیز اس کی مقدس کتابوں اور مقدس شخصیات کی بے حرمتی جائز نہیں ہے .قرآن کریم میں اللہ تعالی کا صاف حکم ہے.

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّواْ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَسُبُّواْ ٱللَّهَ عَدۡوَۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٖۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمۡ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرۡجِعُهُمۡ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ١٠٨﴾.[٢٤]

(اور جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں انہیں برا نہ کہو ورنہ وہ بے سمجھی میں زیادتی کر کے اللہ کو برا کہیں گے، اس طرح ہر ایک جماعت کی نظر میں ان کے اعمال کو ہم نے آراستہ کر دیا ہے، پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر آنا ہے تب وہ انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے)۔

اگر جمعہ اور عیدین کا انتظام قید خانہ میں ہو اور شرائط جمعہ بھی موجود ہوں تو قیدیوں کو قید خانہ ہی میں جمعہ وعیدین کی اجازت ہوگی حنفیہ کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قیدیوں کے لئے جمعہ کی اجازت ہے اور اگر جمعہ کا انتظام نہ ہو تو تنہا تنہا ظہر ادا کریں گے۔[25]

بعض حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ:

قید خانہ میں جمعہ وعیدین کا انتظام نہ ہونے کی صورت میں قیدیوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہوگی، شافعیہ میں بغوی رحمتہ اللہ علیہ اور بویطی، اور حنفیہ میں سرخسی کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔[26]

مذہبی امور کے تعلق سے اصولی بات یہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ مذہبی پابندی قید کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ چیزیں قید کے مقصد کے لئے مفید ہیں، بلکہ مذہبی آزادی ہی سے قیدیوں کی صحیح اصلاح ہوتی ہے، لہذا اس بات کا باضابطہ اہتمام ہونا

چاہیئے کہ قیدیوں کو مذہبی تربیت فراہم کی جائے اور انہیں مذہبی کتابوں کے مطالعہ اور مذہبی تعلیمات پر عمل کے مواقع میسر ہوں۔

3.2 جسمانی حقوق:

اسلام جسم اور دماغ کی صحت پر توجہ دیتا ہے اور اسے کمزوری اور بیماری پر ترجیح دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف".[٢٧]

(طاقت ور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور مؤمن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام گورنروں کو فرمان بھیجا تھا کہ قیدیوں کو ایسا کھانا اور سالن وغیرہ فراہم کیا جائے جس سے ان کی صحت ٹھیک رہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہوگا کہ قیدی کو کھانے کی اشیاء فراہم کرنے میں اس کی مذہبی تعلیمات کا خیال رکھا جائے اور ایسی چیزیں کھانے میں نہ دی جائیں جو وہ اپنے مذہب کے مطابق نہیں کھا سکتا۔

قیدیوں کی جسمانی ضروریات اور بنیادی راحت و آرام کا لحاظ رکھنا بھی لازم ہے مثلاً مناسب غذا اور پینے کا صاف ستھرا پانی فراہم کیا جائے گا حفظان صحت کے لیے اگر ورزش اور تفریح کی ضرورت ہو تو اس کی اجازت ہوگی ایسی تمام جگہوں میں قیدیوں کو رکھنا درست نہیں ہے جہاں ہوا اور روشنی کا گزر نہ ہو یا جہاں کھڑا ہونا یا پاؤں پھیلا کر لیٹنا ممکن نہ ہو، جہاں گھٹن کا احساس ہو یا ایسی جگہ پر رکھنا جہاں دھواں بھرا ہوا ہو یا سخت گرم یا سخت ٹھنڈے مکان میں جہاں زندگی دشوار ہو یا کھلے آسمان کے نیچے جہاں گرمی یا سردی سے جسم بیمار پڑ جائے، ایسی جگہوں پر قیدیوں کو رکھنے کی اجازت نہیں ہے.

فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی قیدی کو ایسے تنگ مقامات پر رکھا گیا، یا غذا اور پانی کا معقول انتظام نہیں کیا گیا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت اس شخص کے ذمہ لازم ہے جس کی لاپرواہی سے قیدی کا یہ انجام ہوا ہے، بلکہ بعض فقہاء نے تو قصاص کو واجب کیا ہے.[28]

خوراک اور لباس زندگی کی ضروریات میں سے ہیں اور قیدیوں کو اس سے محروم رکھنا جائز نہیں ہے، جہاں تک بستر کے تناسب کا تعلق ہے، ابو الغدہ کہتے ہیں: قیدی کو اس کے انسانی وقار کی بنیاد پر اس کے ساتھ علیحدہ بستر دیا جائے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

"مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع".[٢٩]

(اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ایسا نہ کرنے پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) انہیں مارو اور ان کے بستروں کو الگ کردو)۔

یعنی انہیں جنسی جوش کے اسباب سے دور رکھنا، اور اگر یہ بچوں میں ہے، تو بالغوں، خاص طور پر قیدیوں کو، جب تک کہ ان کی قید اور نظم وضبط مقصد پورا نہ ہو جائے، زیادہ امکان ہے۔

3.3۔اخلاقی حقوق:

اخلاقی ضوابط میں بنیادی پہلو یہ ہے کہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو علیحدہ علیحدہ جیلوں میں رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو الگ الگ مقام پر رکھا۔(30)

اسی بنیاد پر فقہا نے یہ اصول طے کر دیا ہے کہ عورتوں، مردوں اور بچوں کے قید خانے علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ اسی طرح اگر مقام قید میں کسی طرح کے فتنہ کا اندیشہ ہو تو قید خانہ کی بجائے کسی اور مقام پر بھی بند کیا جا سکتا ہے۔(31)

زیر حراست عورتوں یا بچوں کو مجرم عورتوں یا بچوں سے الگ رکھنا چاہئے۔ خواتین کے لیے ملازمین بھی خواتین ہونی چاہییں۔(32) جبکہ باہر کے لیے مرد محافظ ہو سکتے ہیں۔

فقہاء نے جرائم کے لحاظ سے الگ الگ قید خانہ یا قید خانہ میں الگ الگ حصے بنانے کی تجویز دی ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الخراج" میں باقاعدہ ایک باب اس عنوان پر قائم کیا ہے اور مجرمین کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔(33)

ا۔ **اہل فجور:** یعنی جن گناہوں کا تعلق اخلاقی مفاسد سے ہو۔

۲۔ **اہل تلصص:** یعنی چوری وغیرہ کے قبیل کی چیزیں۔

۳۔ **اہل جنایات:** یعنی ظلم وزیادتی کے ذیل کی چیزیں۔

اس طرح کی کچھ اور تقسیمات بعض دیگر فقہاء کے یہاں بھی ملتی ہیں، ان تقسیمات کا مقصد یہ ہے کہ قیدیوں میں جرائم پھیلنے سے روکے جائیں، اس لیے کہ جرائم کا رجحان بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے اور ایک طرح کا مجرم دوسری طرح کے مجرم سے بہت جلد متاثر ہونے لگتا ہے لیکن اگر دو قسم کے مجرمین الگ الگ ہوں تو دوسرے جرائم سے ان کے محفوظ رہنے کا زیادہ امکان ہے۔(34)

3.4 تعلیم کا حق:

معاشرے نے لوگوں کی تعلیم کو نظر انداز کیا، اس لیے جرائم میں اضافہ ہوا، جیلیں قیدیوں سے بھر گئیں، اور قیدیوں کے نگران ان کی تعلیم کو نظر انداز کرتے رہے، اس لیے جیلیں برائیوں اور بد عنوانی کی آماجگاہ بن گئیں، لیکن اب ہمیں مشرقی

اور مغربی ممالک کیطرف سے قیدیوں کو تعلیم دینے کی طرف اقدامات نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ اسکول قائم کیے جاتے ہیں اور قیدیوں کو پڑھایا جاتا ہے، اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان میں اسناد تقسیم کی جاتی ہیں، اور اسلام نے اس کے بارے میں بہت پہلے سے تعلیمات دی ہیں، اس کے بارے میں یہاں تھوڑا ساذ کر کیا جاتا ہے۔

اسلام اور علم لازم و ملزوم ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے حصول کی تاکید کی اور اسے فرض قرار دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی علم و دین کا مرکز تھی. اور غیر مسلم مجرموں کو اس میں قید کیا جاتا تھا، وہ وہاں مسلمانوں کو اللہ کی عبادت کرتے دیکھتے، مسلمانوں کا آپس میں برتاؤ، حسن اخلاق اور معاملات دیکھتے تو ان لوگوں کے دل اس سے متاثر ہوتے اور ان کی روحیں اسلام اور اعمال صالحہ کی طرف مائل ہوتیں۔

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ جب قید ہو کر آئے تھے، وہاں انہوں نے چند دن مسجد نبوی میں قیدی کی حیثیت سے گزارے، اس دوران انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروکاروں کا برتاؤ دیکھا تو زیادہ دن نہیں ٹھہرے کہ وہ مسلمان ہو گئے۔

جرائم میں اضافہ تبھی ہوتا ہے جب جیلیں قیدیوں کی تعلیم اور اصلاح کے لیے نہ بنائی جائیں بلکہ ان پر تشدد کرنے اور ان کی تذلیل کرنے کے لیے بنائی جائیں۔ اگر علمی ماحول اور اچھی صحبت موجود ہو تو مجرم کی تربیت صحیح طریقہ پر ہوگی اور وہ ایک نئے جذبے اور ارادے کے ساتھ جیل سے باہر نکلے گا، یہ مقصد اور ہدف سامنے رہنا چاہیے کہ عرصہ قید میں مجرم اپنی اصلاح کرے نہ کہ جرائم کی دنیا کا بادشاہ بن کر نکلے۔

3.5 رہائش کا حق:

ابتدائے اسلام میں قیدیوں کے لئے الگ جیل خانہ جات کا نظام نہیں تھا۔ چونکہ مسلمانوں کے پاس وسائل بھی کم تھے۔ اور جرائم بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس وجہ سے جنگی قیدیوں کے لئے کوئی مختص جگہ نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اہل یمامہ کا سردار ثمامہ بن اثال جب جنگ میں گرفتار ہوا تو رسول اللہ نے ان کو مسجد نبوی میں رکھا۔ سہیل بن عمرو جو کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے گھر میں رکھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دیگر قیدیوں کو صحابہ کرام میں تقسیم کر کے ان کو ہدایات دی کہ ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کریں اور اچھے طریقے سے ان کو رکھیں۔ بعد کے زمانوں میں مخصوص جیلیں بنائی گئیں جس کا آغاز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا اور مابعد کے خلفاء کے ادوار میں اس میں مزید اصلاحات اور بہتری لائی گئی۔ (35)

اسلام اس بات کی اجازت دیتاہے کہ وہ قیدیوں کی رہائش کے سلسلے میں زمانے کے ارتقاء کے ساتھ چلے،اور بہتری کی کوئی بھی صورت اپنائی جاسکتی ہے۔اس لیے کہ جنگ میں گرفتار کئے ہوئے فوجیوں کی قیدان کی سزا نہیں بلکہ محض ان کی اچھی تربیت اوران کو جنگ میں دوبارہ شامل ہونے سے روکناہے۔

3.6 حفظان صحت کے لئے ورزش:

اگراس بات کااندیشہ ہے کہ ورزش نہ کرنے پر صحت بگڑ جائے گی توبقدر ضرورت ورزش کی اجازت دی جاسکتی ہے،بقیہ صرف تفریحاورزش کی اجازت نہیں ہوگی،اس لئے کہ اس کو لایاہی سزا کے طور پر گیاہے،اگرپوری تفریح اور آزادی دی جائے تو قید کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

"وينبغي أن يحبس في موضع خشن، لا يبسط له فراش ولا وطاء، ولا أحد يدخل عليه ليستأنس؛ ليضجر قلبه".(٣٦)

(اور چاہیے کہ اسے کسی کچی جگہ پر قید کر دیا جائے،اس کے لیے کوئی بستر یا چٹائی بچھائی نہ جائے،اور کوئی اس کے پاس (دل بہلانے کے لیے) نہ جائے،(یہ اس لئے) تاکہ اس کادل تھک جائے)۔

ابن عابدین اپنی کتاب فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں:

"لا يخرج لمعالجة (قوله لمعالجة) أي: لمداواة مرضه لإمكان ذلك في السجن".(٣٧)

(علاج کے لئے باہر نہیں نکالا جائے گا،یعنی بیماری کے علاج کے لئے کیونکہ جیل میں یہ ممکن ہے)۔

چونکہ قید میں رہتے ہوئے علاج ومعالجہ کا حق اسے حاصل ہے،لہذا اسے اتنی ورزش کی اجازت ہوگی جتنی صحت کے لئے ضروری سمجھی جائے۔

3.7 قید تنہائی اور بیڑیاں ڈالنا:

حاکم کی اگررائے ہو توکسی مجرم کواس کے خصوصی جرم کے پس منظر میں قید تنہائی دی جاسکتی ہے،الموسوعہ میں مبسوط سرخسی،ابن عابدین،فتاویٰ ہندیہ،حاشیہ دسوقی،حاشیہ قلیوبی اور دیگر بہت سی کتابوں کے حوالے سے لکھاہے:

"ويجوز للحاكم عزل السجين وحبسه منفردا في غرفة يقفل عليه بابها، إن كان في ذلك مصلحة".(٣٨)

(اور حاکم کے لئے جائز ہے کہ قیدی کو الگ تھلگ قید رکھے،اسے الگ کمرے میں بند کرے جس کے دروازہ اس پر بند ہو،اگراس میں کوئی مصلحت ہو تو)۔

شمس الائمہ سرخسی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المبسوط" میں رقمطراز ہیں کہ:

"لا يُضرب المديون، ولا يُغلّ، ولا يُقيّد إلا أن يخاف فراره، كذا في "المنتقى"، ولا يُخوّف، ولا يُجرّد، ولا يُقام بين يدي صاحب الحق إهانةً، ولا يُؤاجر".(٣٩)

(مدیون کو نہ مارا جائے گا نہ اس کے گلے میں طوق پہنایا جائے نہ بیڑی اور ہتھکڑی ڈالی جائے گی الا یہ کہ اس کے بھاگنے کا اندیشہ ہو، "المنتقی" میں ایسا ہی ہے۔ نہ ڈرایا جائے گا نہ برہنہ کیا جائے گا اور نہ صاحب حق کے سامنے توہین وتذلیل کے طور پر کھڑا کیا جائے گا نہ اجرت پر کام کرایا جائے گا)۔

جب مدیون کو صاحب دین کے سامنے کھڑا نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں اس کی توہین وتحقیر ہے تو پھر اسے الکٹرک شاٹ لگانا ، یاان پر کتے، درندوں اور سانپ بچھو کو چھوڑنا یا انہیں سخت سردی میں برف کی سلوں پر ڈال دینا کیوں کر روا ہو سکتا ہے فقہی کتابوں میں ایسی سزاؤں کی ممانعت صراحتاً آئی ہے۔

قیدیوں کو قید خانہ سے فرار ہونے کے خوف سے نکلنے کی اجازت تو نہ ہوگی، البتہ فون پر بات چیت یا رشتہ داروں سے ملاقات سے نہیں روکا جائے گا، اسی طرح حکومت کو چاہیے کہ اخلاقی امور کی طرف بطور خاص توجہ دے، مثلاً مردوں اور عورتوں کو الگ الگ قید خانے میں رکھیں، تاکہ دونوں کے باہم اختلاط کے سبب مسائل پیدا نہ ہوں، اسی طرح بالغ اور نا بالغ بچوں کے قید خانے بھی الگ کیے جائیں تاکہ جنسی استحصال وہراسانی کی شکایت کا موقع نہ ہو، یہ تمام امور یعنی مذہبی امور، اخلاقی امور، عام سماجی حقوق جسمانی ضروریات وغیرہ انسانی حقوق میں شامل ہیں، جن کی فراہمی کی شریعت نے نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ مختلف نوعیتوں سے ان کی تاکید کی گئی ہے۔

چونکہ انسان کو آزادی جیسی عظیم نعمت سے محروم رکھنا ہی ایک سخت سزا ہے، قید فی نفسہ بہت سے حقوق سے بے انتہا محرومی کا نام ہے، اس لیے شریعت نے مخصوص حالات ہی میں قید وبند کی سزا کی اجازت دی ہے جب یہ سزا دے دی گئی تو قیدیوں کے لیے یہی سزا کافی ہے، اب مزید حقوقِ انسانی یا بنیادی آزادی سے محروم رکھنے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ہی یہ عمل شرعاً جائز ہے۔

خلاصۃ البحث

سجن: عربی زبان کا لفظ ہے اور لغت میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مجرموں کو قید کیا جاتا ہے۔ سورۂ یوسف میں یہ لفظ نو (۹) مرتبہ آیا ہے جو قید وبند کے معنی دیتا ہے۔ سجن سے مراد ایک متعین مقام اور جگہ ہے جہاں قیدیوں کو پابند کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں چار ہزار درہم سے ایک مکان خریدا اور اسے جیل بنا دیا۔ قیدیوں کے بارے میں بہت ساری احادیث ملتی ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات وواقعات کے اعتبار سے مختلف احکامات صادر فرمائے۔ بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیدیوں کے قید کے دوران بہت سارے حقوق ہیں جن میں مذہبی ، جسمانی، اخلاقی، سماجی، رہائشی اور تعلیمی حقوق شامل ہیں، جو ہر ملک اور جگہ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اسلام میں عورتوں ، بچوں، بالغ اور نابالغ قیدیوں کے لئے الگ الگ احکامات ہیں۔ اسلام قیدیوں کی جیل میں تعلیم وتربیت اور اصلاح پر زور دیتا

ہے۔ابتدائے اسلام میں قیدیوں کے لئے الگ جیل خانہ جات کا نظام نہیں تھا، بعد کے ادوار میں مخصوص جیلیں بنائی گئیں جس کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا اور مابعد کے خلفاء کے ادوار میں اس میں مزید بہتری لائی گئی۔

سفارشات

1. جرائم کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ جیلوں کو صرف مجرم پر تشدد کرنے اور اس کی تذلیل کرنے کے لئے نہ بنایا جائے بلکہ ان کی تعلیم واصلاح کی جائے تاکہ وہ ایک ذمہ دار شہری بن کر جیل سے باہر نکلیں۔

2. جیلوں میں قید بے گناہ قیدیوں کی جلد دادرسی کے لئے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

3. قیدیوں کے حقوق کے متعلق اردو کی نسبت عربی زبان میں زیادہ تر مواد موجود ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو زبان میں بھی قیدیوں کے حقوق کے متعلق مواد کی ترویج واشاعت کی جائے۔

4. مسجونین کے اخلاقی، جسمانی اور تعلیمی حقوق سے متعلق عالمی سطح پر اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔

(References حوالہ جات)

(1) الانسان(۷٦)۸۔

Āl-Insān (76) 8.

(2) بخاری، محمد بن اسماعیل، امام ،الصحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من اقسم علی اخیہ لیفطرفی التطوع ولم یر علیہ قضاء، اذا کان اوفق لہ، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، حدیث نمبر:۱۹٦۸۔

Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Imam, Al-Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Soum, Bab Man Aqsama Ala Akhihi Liyuftira Fi Al-Tatawwui Qa Lam Yara Alaihi Qazaa'a Iza Kana Aoufaqa Lahu, Maktaba Ludhyanvi, Karachi, Ḥadīth: 1968.

(3) سید سلیمان ندوی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا، ص:۱۲۸۔

Syed Slyman Ndwi, Seerat Al-Nabi (SAW) Dar Al-Musannifen Shiblee Academy, Azam Garh, India, P.128.

(4) یوسف(۱۲)۳۳۔

Yousuf (12), 33.

(5) یوسف(۱۲)۳٦۔

Yousuf (12), 36.

(6) الرفاعی، یوسف، السجون فی مصر فی العصر المملوکی، کلیۃ الدراسات العلیا، الجامعۃ الأردنیۃ، أردن، ص:۵۔

Al-Rifa'i, Yousuf, Al-Sijoon Fi Misr Fil Asr Al-Mamlooki, Kulyat Al-Dirasaat Al-Ulya, University of Jordan, Jordan, P. 5.

(7) ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، لبنان، ج:۱۳، ص:۲۰۳۔

Ibn Manzoor, Jamal Ud-Din Muhammad Bin Mukarram, Lisan Al-Arab, Dar Saadar, Beirut, Libnan, Vol. 13, P. 203.

(8) ایضا، ۲۰۳۔

Ibid, 203.

(9) الجوهری، اسماعیل بن حماد، کتاب الصحاح، دار الحدیث، قاہرہ، مصر، ص: ٥٢٠۔

Al-Jwhari, Ismail Bin Hammad, Kitab Al-Sihaah, Dar Al-Hadees, Cairo, Egypt, P.520.

(١٠) *www//almaany.com// Dated: 26-05-2023, 4:18pm.*

(11) لسان العرب، ج: ١٣، ص: ٢٠٣۔

Lisan Al-Arab, Vol. 13, P. 203.

(12) الموسوعۃ الفقهیہ، وزارۃ الاوقاف والشون الاسلامیہ، ذات السلاسل، کویت، ج: ١٦، ص: ٢٨٢۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Wizarat Al-Awqaf Wa Al-Showman Al-Islamiyah, Zat Al-Silasil, Kuwait, Vol. 16, P.282.

(١٣) لسان العرب، ج: ١٣، ص: ٢٠٣۔

Lisan Al-Arab, Vol. 13, P.203.

(١٤) یوسف (١٢) ٣۔

Yousuf (12), 3.

(١٥) *James hastings, Encyclopedia of religion and ethics, Great Britain, 1930, vol: 10, P.338.*

(١٦) الموسوعۃ الفقهیہ، ج: ١٦، ص: ٢٨٢۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Vol. 16, P. 282.

(١٧) یوسف (١٢) ٢٥۔

Yousuf (12), 25.

(18) مسلم، مسلم بن الحجاج، امام، صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب ماجاء أن الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، حدیث نمبر: ٧٤١٤۔

Muslim, Muslim Bin Al-Hajjaj, Imam, Sahih Muslim, Kitab Al-Zuhd Wa-Arraqaiq, Bab Ma Jaa'a An Al-Dunia Sijn Ul-Momin Wa Jannatul-Kafir, Maktaba Ludhyanvi, Karachi, Ḥadīth: 3008.

(١٩) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب فکاک الأسیر، حدیث نمبر: ٣٠٤٦۔

Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Jihad Wa As-Siyar, Bab Fukak Al-Aseer, Ḥadīth: 3046.

(٢٠) الموسوعۃ الفقهیہ، ج: ٤، ص: ١٩٨۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Vol. 4, P. 198.

(٢١) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الکسوۃ للأساری، حدیث نمبر: ٣٠٠٨۔

Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Jihad Wa As-Siyar, Bab Al-Kiswah Lil Usara, Ḥadīth:3008.

(٢٢) ابن ہشام، محمد بن عبد الملک، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مکتبہ ومطبعہ مصطفى البابي الحلبي وأولادہ، قاہرہ، مصر، ج: ١، ص: ٦٤٥۔

Ibn Hisham, Muhammad Ibn Abdul Malik, Al-Sirat al-Nabawiyya, Muktaba Al-Mustafa al-Babi al-Halabi, Cairo, Egypt 1375 AH, Vol. 1, P. 513.

(23) ابن ہشام، محمد بن عبد الملک، سیرت ابن ہشام (مترجم) مولوی قطب الدین احمد محمودی، اسلامی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور، ج: ٣، ص: ٢٥٢۔

Ibn Hisham, Muhammad Ibn Abdul Malik, Al-Sirat al-Nabawiyya (Mutarjim: Molvi Qutb Al-Dyn Ahmad Mahmoodi), Islami Kutub Khana,Urdu Bazar, Lahore, Vol. 3, P.252.

(٢٤) الانعام (٦) ١٠٨۔

Al-an'am (6) 108.

(25) سرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمہ، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ج: ٢، ص: ٣٦۔

Sarkhasi, Muhammd Bin Ahmad, Shams ul Aimmah, Almabsoot, Dar Al-Maarifah, Beirut, Libanon, Vol. 2, P. 36.

(۲۶) الموسوعۃ الفقہیہ، ج:۱٦، ص:۳۲۱۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Vol. 16, P. 321.

(۲۷) صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر والاذعان لہ، حدیث نمبر: ٦٧٧٤۔

Sahih Muslim, Kitab Al-Qadr, Bab Al-Iman Bil-Qadr Wal-Izaan Lahu, Ḥadīth: 6774.

(۲۸) الموسوعۃ الفقہیہ، ج:۱٦، ص:۳۲۷۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Vol. 16, P. 327.

(29) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، حدیث نمبر: ٤٩٥۔

Abu Daud, Suleman Bin Ash'as, Imam, Sunan Abu Daud, Kitab Al-Salah, Bab Mata Yumar Al-Ghulam Bi As-Salah, Maktaba Rehmania, Lahore, Ḥadīth: 495.

(30) الزرقانی، ابوعبداللہ، محمد بن عبدالباقی، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹٦ء، ج:۸، ص:۲۹۱۔

Al-Zarqani, Abu Abdullah, Muhammad Bin Abdl Al-Baqi, Shrh Al-Zarqani Ala Al-Mwaheb Al-laduneya Bil Menah Al-Muhmmadya, Dar Al-Kutb Al-Ilmiyah, Beirut, Libanon,1996, Vol. 8, P. 291.

(31) ابن عابدین، محمد امین بن عمر الشہیر، فتاویٰ شامی (مترجم) علامہ محمد انور مگھالوی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی، ستمبر ۲۰۱۷ء، ج:٤، ص:۲۵۳۔

Ibn Abdyn, Muhammd Ameen Bin Umar Al-Shaheer, Fatawa Shami, (Mutarjam)Allama Muhammad Anwar Magalwi, Zia ul Quran Publications, Karachi, Sep, 2017, Vol. 4, P. 253.

(۳۲) سرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمہ، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ج:۲۰، ص:۹۰۔

Sarkhasi, Muhammd Bin Ahmad, Shams ul Aimmah, Almabsoot, Dar Al-Maarifah, Beirut, Libanon, Vol. 20, P. 90.

(۳۳) الموسوعۃ الفقہیہ، ج:۱٦، ص:۳۱۹ ۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Wizarat Al-Awqaf Wa Al-Showman Al-Islamiyah, Zat Al-Silasil, Kuwait, Vol.16, p.319.

(۳٤) ایضا، ج:۱٦، ص:۳۱۹۔

Ibid, Vol. 16, P. 319.

(35) البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:۹، ص:۲٤۰۔

Al-Byhqī, Abu Bakar Ahmad bin Al-Husain, al-Sunan al-Kubra, Beīrūt, Dār al-Kitab al-Ilmīya, Beīrūt, 1417 AH), Ḥadīth.

(36) نظام الدین البرنھابوری، امام، الفتاوی العالمگیریہ المعروف فتاویٰ الہندیہ، دار الفکر، بیروت، 1310ھ، ج:۳، ص:٤۱۹۔

Nizam Al-Dyn Al-Brnhabwry, Imam, Al-Fatawa Al-Alamgiryah Al-Marwf Fatawa Al-Hindyah, Dar Al-Fikr, Beirut, Libanon,1310 AH, Vol. 3, P. 419.

(37) فتاویٰ شامی (مترجم)، ج:۹، ص:٦٧٦۔

Fatawa Shami, (Mutarjam), Vol. 9, P. 676.

(۳۸) الموسوعۃ الفقہیہ، ج:۱٦، ص:۳۱۹۔

Al-Mosw'at Al-Fqẖīyah, Vol. 16, P. 319.

(39) المبسوط، ج:۱۹، ص:۱٦٤۔

Almabsoot, Vol. 19, P. 163.